حافظ مولانا شجاع الدین*

فقہ اسلامی کے بنیادی مآخذ

شریعت:

لغت کے اعتبار سے شریعت کا معنی مذہب یا سیدھا راستہ ہے[۱] اصطلاح میں اس کا مطلب ہے دین کے وہ مختلف احکام جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کیلئے معین فرمائے ہیں[۲]

ایک مکمل ضابطہ حیات ہونے کے ناطے سے شریعت کے احکام کو تین اقسام پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(الف) وہ احکام جن کا تعلق عقائد سے ہیں۔

(ب) وہ احکام جن کا تعلق اخلاقیات سے ہیں۔

(ج) وہ احکام جن کا تعلق انسان کے افعال اور اقوال سے ہیں۔

درج بالا تین اقسام میں آخری قسم کو بعد ازاں فقہ کا نام دیا گیا، ذیل میں شریعت کے اس جزء پر اختصار کے ساتھ بحث کیا گیا ہے۔

فقہ

لغت میں کسی شے کے بارے میں جاننے اور سمجھنے کا نام فقہ ہے[۳]۔ ابتداء میں شرعاً فقہ کا اطلاق شریعت کے تمام احکامات پر ہوتا تھا۔ لیکن بعد ازاں فقہ کا اطلاق مکلفین کے اعمال سے متعلق احکامات پر وجوب، حرمت، اباحت، کراہیت، کسی عقد کا صحیح یا فاسد ہونا وغیرہ ہوا[۴]

مختصر یہ کہ شریعت کا دائرہ کار وسیع تر اور فقہ اسکی ایک ذیلی قسم ہے، جس طرح شریعت کی بنیاد قرآن وسنت پر ہے اسی طرح فقہ اسلامی کی بنیاد بھی قرآن وسنت پر ہے، اسی طرح فقہ اسلامی قرآن وسنت کے بعد اجماع قیاس پر مبنی ہے۔

اگر یہ مآخذ نہ ہوتو ایک فقیہہ کیلئے شرعی احکام کا استنباط ناممکن ہو جائے گا یہاں یہ بات بیان کرنے کی از حد ضرورت ہے کہ فقہی احکام کی دو قسمیں ہیں:

---

* پروفیسر گورنمنٹ ڈگری کالج اکوڑہ خٹک

پہلی قسم

وہ احکام جن میں رائے اور اجتہاد کی گنجائش بہت ہی کم یا بالکل نہیں ہوتی ہے مثلاً نماز کا وجوب، زنا کی حرمت وغیرہ یہ خدائی قوانین ہوتے ہیں لہٰذا اسکی مخالفت کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

دوسری قسم

وہ احکام جن میں اجتہاد کا زیادہ دخل ہوتا ہے جن کے متعلق اصول یہ ہے کہ قوی کے مقابلے میں قوی تر دلیل آجائے تو پہلے حکم کی مخالفت کی گنجائش ہوتی ہے۔لیکن اس شرط کے ساتھ کہ یہ دوسرا اجتہاد شرعی نصوص (نصوص جمع ہے نص کی نص ایسی صریح اور واضح بات کو کہتے ہیں جس میں تاویل وتوجیہ کی گنجائش نہ ہو عام طور پر اللہ اور اس کے رسول کے کلام کیلئے نص کا لفظ بولا جاتا ہے) کی روح کے قریب تر ہو بلا دلیل مخالفت، نفس کی پیروی ہوگی جو قطعاً جائز نہیں ہے۔

فقہا کی اصطلاح میں اجتہاد کا مطلب کسی حکم تک اسکی شرعی دلیل پہنچنے کے کوشش اور طاقت صرف کرنا ہوتا ہے۔اس قاعدے کا مطلب یہ ہے کہ اجتہاد اُن امور میں کیا جائے گا جن میں نص موجود نہ ہو۔لہٰذا نص کی موجودگی میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں ہے مثلاً سود کی حرمت، عورت کے مقابلے میں مرد کا دوہرا حصہ وغیرہ سود کی حلت ثابت کرنے کیلئے یا عورت کا حصہ مرد کے برابر کرنے کیلئے قطعاً اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ ان امور میں واضح طور پر نصوص موجود ہیں۔

فقہ کا مآخذ (SOURCES OF ISLAMIC LAW)

اسلامی احکام کے واضع (بنانے والے لاء) خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔خواہ قرآن کی صورت میں جنہیں وحی جلی کہا جاتا ہے یا سنت کی صورت میں جنہیں وحی خفی کے نام سے جانا جاتا ہے۔قرآن وسنت میں کسی چیز کا صریح حکم موجود نہ ہونے کی صورت میں شریعت اسلامی نے مجتہدین (مجتہدین جمع ہے مجتہد کی) کو اجازت دی ہے کہ وہ شریعت کے قواعد اور اصول کے مطابق پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کریں۔

فقہ کے مآخذ پر ذیل میں اختصار کے ساتھ کلام کیا جاتا ہے تاکہ اسلامی قانون کا ایک طالب علم اس آساس اور بنیاد کو سمجھے جن پر یہ عظیم الشان عمارت قائم ودائم ہے۔

قرآن کریم

قرآن کریم کی اصطلاحی تعریف ان الفاظ کیساتھ کی گئی ہے المنزل علی الرسول المکتوب فی المصاحف المنقول الینا نقلاً متواتراً بلا شبهة

"وہ کلام جو رسول پر نازل ہوا مصاحف میں لکھا ہوا ہم تک بلاشبہ تواتر کے ساتھ نقل ہوا ہے"(۵)

قرآن کریم کی یہ تعریف تمام اہل علم کے درمیان متفق علیہ ہے۔

کلام اللہ کو قرآن اس معنی میں کہا جاتا ہے یعنی پڑھی ہوئی کتاب کیونکہ اسکا اصل قراء یقراء ہے پھر عربی زبان میں کبھی کبھی مصدر کو اسم مفعول Past Participle کے معنی میں استعمال کرلیا جاتا ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب قرآن کریم ہی ہے، عالم اسلام میں اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ قرآن کریم قانون سازی کا پہلا ماخذ ہے، قرآن کتاب ہدایت و ارشاد اور کتاب اخلاق و عبادات کیساتھ ساتھ قانونی مسائل بیان کرتا ہے، وہ صرف قانونی کتاب نہیں ہے بلکہ قائد، تذکیہ نفس، تہذیب اخلاق عبادات، معاملات اور معاشرت کے تمام اصولی اور بنیادی پہلوؤں کا جائزہ لینے والی کتاب ہے۔

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

لغت کے اعتبار سے سنت کا مطلب ایک ایسا معتمد طریقہ جس کے مطابق عمل بار بار ہوتا رہے۔

اصلاحاً اس سے مراد جناب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقاریر (تقریر ایک قول یا فعل کو برقرار رکھنا یعنی اقوال صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ درست اور صحیح ہیں) سنت تشریع یعنی قانون سازی کا ایک اہم ماخذ ہے قرآن کریم کے متعدد آیات سے یہ بات ثابت ہے کہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حجت اس کی اتباع واجب اور کتاب اللہ کا تکملہ ہے۔

کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول و فعل امت کیلئے شرعی حکم رکھتا ہے یا نہیں؟ اس حوالہ سے سنت کی دو قسمیں ہیں تشریعی اور غیر تشریعی۔

تشریعی سنت

وہ سنن جن کا ظہور پیغمبرانہ زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا ہے وہ بالاتفاق امت کیلئے قانون کا درجہ رکھتی ہیں۔

غیر تشریعی سنت

وہ امور جن کا ظہور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور انسان اور دنیاوی اُمور میں تجربات کی روشنی میں ہوا یہ قسم امت کیلئے تشریع میں شامل نہیں، لیکن ان کی اتباع مستحبات اور مندوبات میں شامل ہیں۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام وقعود اکل و شرب وغیرہ یا وہ اوصاف جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھے مثلاً صوم وصال (مسلسل روزہ رکھنا)، بیک وقت چار سے زیادہ خواتین سے نکاح کرنا، اکیلے حضرت خزیمہؓ کی گواہی قبول کرنا، تہجد کی فرضیت وغیرہ۔

استدلال میں سنت کا مقام قرآن کریم کے بعد آتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا عامل مقرر کرتے ہوئے آپؐ نے ان سے استفسار کیا کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کس طرح کرو گے؟

حضرت معاذؓ نے جواب دیا کتاب اللہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا اگر کتاب اللہ میں نہ ہو تو؟ حضرت معاذؓ نے جواب دیا پھر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، حضرت عمرؓ نے قاضی شریح کو لکھا جب کوئی معاملہ درپیش ہو تو کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجئے! اگر وہ مسئلہ کتاب اللہ میں نہ ہو تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فیصلہ کیجئے (۶)

اجماع

لغت میں اجماع سے مراد کسی بات کا ارادہ یا عزم، شرعاً اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بعد فقہاء امت کا کسی شرعی حکم پر اتفاق کرنا ہے، (۷) اجماع قانون سازی کا ایک اہم مآخذ ہے، اجماع دلیل کی بنیاد پر ہوتا ہے مثلاً اولاد کی بیٹیوں سے نکاح اجماع کی بنیاد پر حرام ہے خواہ رشتہ کتنا دور ہی کیوں نہ چلا جائے اس کی بنیاد قرآن کریم کی نص ہے اسی طرح صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے کہ دادی کو میراث میں چھٹا حصہ ملے گا اسکی بنیاد حدیث ہے، اسی طرح خنزیر کی چربی کی حرمت پر اجماع کی بنیاد قیاس ہے کیونکہ چربی کو گوشت پر قیاس کیا گیا ہے۔

اجماع کی دو قسمیں ہیں: (۱) صریح (۲) سکوتی

صریح

صریح سے مراد یہ ہے کہ فقہا کسی مسئلے پر فصاحت اور صراحت سے اتفاق کر لیں۔

سکوتی

سکوتی سے مراد یہ ہے کہ کچھ فقہاء رائے کا اظہار کریں اور باقی فقہاء علم کے باوجود اس کے بارے میں صراحتاً موافقت یا مخالفت کا اظہار نہ کریں۔ عصر حاضر میں اجماع برقی وسائل کے ذریعے نہایت ہی سہل ہو گیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ علماء عصر کا برقی وسائل کے ذریعے آپس میں رابطہ ہو تا کہ پیش آمدہ مسائل پر بحث وتمحیص کے بعد ایک اتفاق اور اجتماعی حل امت کے سامنے پیش کیا جا سکے۔

قیاس

لغت میں قیاس کا مطلب ناپنا اور برابر کرنا ہے، اصطلاح فقہاء میں اسکا مطلب ہے ایک ایسا مسئلہ جسکے بارے میں صریح حکم موجود نہ ہو ایسے مسئلے کے ساتھ ملانا جس کے بارے میں کوئی نص موجود ہو

لیکن دونوں کے علل مساوی ہو۔ مساوی العلل ہونے کی وجہ سے دوسرے مسئلے پر پہلا مسئلہ قیاس کرنا قیاس کی اصلیت ہے۔ مثلاً وارث اگر مورث کو قتل کر دے تو نص موجود ہے کہ قاتل میراث سے محروم کر دیا جائے گا اسی پر قیاس کرتے ہوئے اگر وصی (وصی جس کے متعلق وصیت کی گئی ہو) موصی (موصی وصیت کرنے والا) کو قتل کر دے تو وصی کو بھی محروم کر دیا جائے گا مثال بالا میں مورث کا مسئلہ اصل اور موصی کا مسئلہ فرع ہے۔ اصل پر فرع کو قیاس کر کے دوسرے مسئلے کا حل نکالا گیا۔

قیاس کی حجیت قرآن وسنت اجماع اور سلف صالحین کے عمل سے ثابت ہے، نص کی عدم موجودگی میں یہ حضرات بلا انکار قیاس پر عمل فرمایا کرتے تھے۔

استحسان

استحسان کا لغوی معنی کسی شے کو اچھا سمجھنا ہے، اصطلاحاً اس سے مراد قیاس جلی کی بجائے قیاس خفی کو اختیار کرنا ہے، بعض اوقات کسی مسئلے کے بارے میں دو قیاس ہو سکتے ہیں ایک ایسا جو ظاہر ہو اور دوسرا باریک ہو لیکن باریک ظاہر قیاس کے مقابلے میں قوی تر ہو، ایسے میں مجتہد دوسرے قیاس کے مطابق عمل کرتا ہے اور پہلے قیاس کو چھوڑ دیتا ہے، استحسان دراصل قیاس خفی کا دوسرا نام ہے، امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام احمد اس پر عمل کرتے ہیں لیکن لیکن اس شرط کے ساتھ کہ استحسان شرع کے خلاف نہ ہو، مثلاً اسلامی قانون کے تحت بیع موجود چیز کا ہو سکتا ہے ایسی چیز کا بیع درست نہیں ہے جو ابھی بنائی ہے لیکن استحسان کے مطابق ایسی بیع بھی جائز ہے آج کل خرید و فروخت ایسے انداز میں ہوتے ہیں پہلے آرڈر دیا جاتا ہے پھر چیز بنائی جاتی ہے اسکی بنیاد اس نظریے پر ہے کہ قانون لوگوں کی فلاح و بہبود کیلئے بنائے جاتے ہیں۔

یا مثلاً ایک عام قاعدہ ہے کہ وقف ہمیشہ کیلئے ہونا چاہیے اس اصول کے تحت کتابوں کا وقف درست نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ کتابوں میں ہیشگی کی صفت نہیں ہے لیکن علماء نے عرف کیوجہ سے بطور استحسان اشیاء منقولہ (اشیاء منقولہ جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہو مثلاً نقد رقم سونا چاندی وغیرہ اشیاء غیر منقولہ جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کیا جا سکتا ہو مثلاً زمین، دکان مکان وغیرہ) مثلاً کتب وغیرہ کے وقف کو جائز قرار دیا ہے۔

مصالح مرسلہ

وہ مفادات جن کے بارے میں شارع نے کوئی حکم جاری کیا ہو اور نہ ان کو تسلیم کرنے یا کالعدم قرار دینے کی کوئی معین دلیل موجود ہو، مصالح مرسلہ کی ضرورت تب ہو گی جب نص، اجماع، قیاس اور استحسان پہلے سے موجود نہ ہو، صحابہ کرامؓ کی جانب سے قید خانوں کا قیام، کاریگر کے ہاں ضائع ہونے کی

صورت میں لوگوں کے مال کی ضمانت اور بوقت ضرورت مالدار طبقے پر ٹیکس لگا، مصالح مرسلہ کی چند مثالیں ہیں۔

سدِّ ذرائع

وہ وسائل اور ذرائع جو انسان کو فساد اور حرام تک پہنچائے فساد اور حرام سے بچنے کیلئے ان وسائل و ذرائع کو روکنا سد ذرائع کہلاتا ہے۔اس کے برعکس اگر وہ وسائل مطلوب شریعت تک پہنچائے تو پھر وہ وسائل و ذرائع اپنانا درجہ بدرجہ مطلوب وممدوح ہونگے،مثلاً لوگوں کو تنگی اور تکلیف سے بچانے کیلئے ذخیرہ اندروزی ممنوع ہے لہٰذا ذخیرہ اندوزی کی جتنی ممکن صورتیں ہیں انہیں روکنا سد ذرائع کے تحت آتے ہیں یا مثلاً مقروض کے تحائف قرض خواہ کیلئے درست نہیں ہے کیونکہ اس میں سود کا شائبہ ممکن ہے۔

عُرف

عرف سے مراد لوگوں کا وہ قابل اعتماد روزمرہ کا معمول ہے جس پر وہ اپنے معاملات اور زندگی کے مسائل کے دوران عمل پیرا ہوتے ہیں خواہ وہ روزمرہ کی کوئی بات ہو یا کوئی کام کرنا ہو یا نہ کرنا۔

لیکن عرف فاسد (عرف فاسد: وہ رواج جو شریعت سے متصادم ہو مثلاً سودی معاملات وغیر) کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ وہ محض اتباع نفس اور خواہشات کی پیروی ہے،حدیث میں آیا ہے۔

مارآه المسلمون حسن فهو عندالله حسن

”جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بھی اچھی ہے۔“

عرف کی تبدیلی سے احکام میں بھی تبدیلی آتی ہے،عرف کی بنیاد لوگوں کے مفادات کی حفاظت اور انہیں مشکلات سے بچانے پر ہے، اسلام نے عربوں کے زمانہ جاہلیت کی بعض اچھی عادتوں مثلاً عاقلہ (عاقلہ: خون بہا کی ادائیگی میں شریعت نے قاتل کے مددگاران اور ناصرین پر بھی کچھ ذمہ داری ڈالی ہے یہی لوگ عاقلہ کہلاتے ہیں) پر دیت (خون بہا ہے مضاربت کسی شخص کو اپنا مال تجارت کی غرض سے دینا تاکہ نفع میں مقررہ تناسب کے مطابق دونوں شریک ہوں) کا لزوم مشارکت وغیرہ کو برقرار رکھا ہے۔

مذہب صحابی

جو مسائل عقل کے ذریعے سمجھ میں نہ آئے وہاں قول صحابی حجت ہوگا صحابہ کا ایک مسئلہ پر اتفاق اُمت کیلئے حجت ہے کیونکہ یہ ایک گونہ اجماع کی حیثیت رکھتا ہے۔

البتہ جو لائے صحابہ کا اجتہاد پر مبنی ہو اس میں احتیاط یہی ہے کہ صحابہ کرامؓ کے اجتہادات حق کے زیادہ قریب ہونگے کیونکہ وہ قرآن کے پہلے مخاطب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا واسطہ فیض یافتہ

شریعت کے اسرار کے جاننے والے، قرآن کا وسیع علم رکھنے والے اور اہل زبان تھے،اس لئے ان امور کی بنا پر ان کا اجتہاد دیگر لوگوں کے مقابلے میں زیادہ اہم اور حق کے قریب ہوگا۔

سابقہ شرائع

گزشتہ شریعتوں سے مراد وہ احکام جو گزشتہ امتوں پر فرض تھے، آیا یہ فرامین اور احکام شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا جزء ہے یا نہیں؟ یہ ایک تفصیل طلب مسئلہ ہے البتہ مختصراً یہ ہے کہ سابقہ شرائع کے احکام فرامین جو کے احکام فرامین جو قرآن وسنت میں مذکور ہیں دیکھا جائے گا کہ اسلام نے انہیں برقرار رکھا ہے یا منسوخ کیا ہے اگر دیگر شہادتوں سے ثابت ہو جائے کہ اسلام نے انہیں برقرار رکھا ہے تب یہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا جزء ہوگا اور اگر منسوخ کیا ہے تب تو ظاہر ہے کہ وہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا جزء نہیں ہوگا۔

استصحاب

لغت کے اعتبار سے استصحاب کا مطلب صحبت کا دوام اور ایک اصطلاح میں اس سے مراد تبدیلی کی دلیل فراہم ہونے تک کسی چیز کا اپنی سابقہ حالت میں برقرار رہنا ہے، مثلاً اگر یہ ثابت ہو جائے کہ فاطمہ کا نکاح زید سے ہوا تھا جب تک ان میں جدائی ثابت نہ ہو جائے زوجیت کا رشتہ برقرار رہے گا۔ یا مثلاً اگر یہ ثابت ہو جائے کہ زید عمر کا مقروض ہے جب تک قرض کی ادائیگی یا قرض خواہ کی طرف سے معافی ثابت نہ ہو تب تک زید مقروض تصور ہوگا، فقیہ کو جب کوئی حکم دیگر مآخذ سے میسر نہ آرہا ہوں تو آخر کار فقیہ استصحاب کی جانب رجوع کرتا ہے۔

حواشی

۱۔ تفسیر القرطبی ۱۶/۱۵،المختار من صحاح اللغۃ ۲۶۵۔

۲۔ شرح المنار فی الاصول۔

۳۔ مطالعہ فقہ اسلامی ایک تعارف عبدالکریم زیدان ص ۷۷

۴۔ التوضیح فی اصول الفقہ ۱/۱۰۔۱۱

۵۔ علوم القرآن تقی عثمانی ص:۲۵

۶۔ الشاطبی ۴/۷۰۵

۷۔ الشوکانی ۶۳ المصفی